نمازِ تراویح

۲۰ رکعت سنت ہے

از حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز
دربار مارکیٹ لاہور
042-7115771-0333-8173630

۱۲ محرم الحرام سن ۱۴۳۱ھ
30 دسمبر 2009ء کو لی۔ (انوار)

جملہ حقوق محفوظ ہے

نام کتاب.................تراویح ۲۰ رکعت سنت ہے

مصنف.................مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

سن طباعت.................چہارم ستمبر 2008ء

تعداد.................چھ سو

قیمت.................10روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ فیضان مدینہ لالہ موسیٰ

مکتبہ فیضان مدینہ گکھڑ

رضا بک شاپ شاہ حسین روڈ گجرات

مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آتا ہے تو ہر سمت نیکی کا موسم چھا جاتا ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری کے مناظر بکثرت نظر آنے لگتے ہیں۔ وجد و سرور کی مہکتی ہواؤں سے چمنستان قلب و نظر ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔ ابر رحمت کی بوندا باندی سے عصیان اور غفلت کا غبار دھلتا نظر آتا ہے۔ شہر صیام کا پورا ماحول مختلف قسم کے اعمال خیر سے جگمگا اٹھتا ہے۔ نماز پنجگانہ اور روزہ کے جلو میں کہیں ذوق تسبیح ہوتا ہے تو کہیں شوق تلاوت، کہیں درود و سلام ہوتا ہے تو کہیں شوق قیام، کہیں نفلی عبادات ہوتی ہیں تو کہیں صدقہ و خیرات لیکن اس ایوان بندگی میں نماز تراویح کا کچھ اپنا ہی کیف و سرور ہوتا ہے۔

تراویح

قیام رمضان کا دوسرا نام تراویح ہے۔ یہ ترویحہ کی جمع ہے۔ امام محمد بن احمد

البابرتی متوفی ۷۸۶ھ قیام رمضان کو تراویح کہنے کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

الترویحہ اسم لکل اربع رکعات فانہا فی الاصل ایصال الراحہ و ھی الجلسہ ثم سمیت اربع رکعات فی اخرھا الترویحہ (العنایہ علی حاشیہ الفتح ۱/ ۴۰۶، مکتبہ حقانیہ پشاور، الکفایہ فی ذیل الفتح ۱/ ۴۰۷، مکتبہ حقانیہ پشاور)

"ترویحہ (نماز تراویح میں سے) ہر چار رکعت کو کہا جاتا ہے کیونکہ ترویحہ کہتے ہیں راحت پہنچانے کو اور وہ بیٹھنا ہے (وقفہ کرنا اور استراحت کرنا) پھر جن چار رکعتوں کے بعد یہ وقفہ کیا جاتا ہے، انہیں ترویحہ کہا جاتا ہے"۔

یہ ایک ترویحہ ہے اور اس کی جمع تراویح ہے۔

نماز تراویح سنت موکدہ ہے۔ سید عالم نور مجسم ﷺ نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو:

عن ابی ھریرہ ان رسول اللہ ﷺ قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔ (بخاری ۱/ ۲۶۹ طبع میرٹھ ۱/ ۲۶، ۳/ ۵۸ طبع دارالفکر بیروت، مسلم ۱/ ۲۵۹ طبع وزارت تعلیم، ترمذی ۸۰۸، مصطفیٰ حلبی، سنن ابی داؤد ۱۳۷۱ طبع مرقہ، مسند امام احمد ۲/ ۲۸۱، ۴۰۸، ۴۳۲، ۴۷۳، ۴۸۶، ۵۲۹ دارالفکر بیروت، السنن الکبریٰ، البیہقی ۲/ ۴۹۲، ۴۹۳ دار صادر بیروت)

"حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے رمضان شریف کا قیام (نماز تراویح) ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کیا اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیے گئے"۔

سرور کائنات ﷺ کی نماز تراویح

سید عالم ﷺ نے خود نماز تراویح ادا کی مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق آپ سے تراویح کی جماعت صرف تین تک ثابت ہے۔ پھر آپ نے یہ فرماتے ہوئے کہ مجھے خوف ہے کہ تم پر فرض نہ کر دی جائے، جماعت ترک کر دی۔ جیسا کہ بخاری شریف ۱/ ۲۶۹ (طبع میرٹھ) مسلم شریف ۱/ ۲۵۹ میں ہے۔

اسی طرح نماز تراویح بغیر جماعت کے پڑھی جاتی رہی:

عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعہ والوتر (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۳۹۴، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان میں ۲۰ رکعت نماز تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

مسلم شریف میں ہے:

فتوفی رسول اللہ ﷺ والامر علی ذلک ثم کان الامر علی ذلک فی خلافہ ابی بکر وصدرا من خلافہ عمر علی ذلک (بخاری ۱/ ۲۶۹، مطبوعہ میرٹھ، مسلم ۱/ ۲۵۹ طبع وزارت تعلیم، بیہقی ۲/ ۴۹۲، بیروت)

"نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا اور تراویح کا مسئلہ ایسے ہی تھا (یعنی بغیر جماعت کے پڑھی جاتی تھی) پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کے شروع شروع میں بھی یہی عمل تھا"۔

۲۰ رکعت نماز تراویح پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق

عن عروہ بن زبیر عن عبد الرحمن بن عبد القاری انه قال خرجت مع عمر بن الخطاب ليله في رمضان الى المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه و يصلي الرجل فيصلي بصلوته الرهط فقال عمر اني ارى لو جمعت هولاء قاری واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم على ابی بن كعب قال ثم خرجت معه ليله اخرى والناس يصلون بصلوة قارئهم فقال عمرؓ نعمت البدعه هذه۔ (بخاری '۱'/۲۶۹' موطا امام مالک '۹۷' مطبوعہ محمد کراچی)

"حضرت عروۃ بن زبیر حضرت عبد الرحمٰن بن عبد القاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں رمضان شریف کی ایک رات کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد کی طرف نکلا تو لوگ کئی گروہوں میں بٹے ہوئے یوں علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے کہ کوئی تو اکیلا نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کے پیچھے چند لوگ اقتداء کیے ہوئے تھے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرا خیال ہے انہیں اگر میں ایک قاری کی اقتدا میں جمع کر دوں تو بہت افضل ہوگا۔ پھر آپ نے پختہ ارادہ کر لیا۔ پس سب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کی اقتدا میں جمع کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں پھر ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ نکلا۔ لوگ اپنے ایک امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ بہت اچھا نیا کام ہے"۔

اس طرح ایک امام کی اقتداء میں روزانہ باجماعت نماز تراویح مکمل رمضان

شریف کے مہینے میں شروع ہوئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بیس رکعت نماز تراویح پر ہی جمع فرمایا۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

۱۔ عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب رضی الله تعالى عنه في رمضان بثلاث وعشرين ركعه۔ (موطا امام مالک '۹۸' طبع میر محمد کتب خانہ کراچی' السنن الکبریٰ للبیہقی '۲'/۴۹۶' دار صادر' بیروت)

"حضرت یزید بن رومان سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان شریف میں بیس رکعت نماز تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے"۔

۲۔ عن السائب بن يزيد قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضی الله تعالى عنه في شهر رمضان بعشرين ركعه۔ (السنن الکبریٰ' للبیہقی '۲'/۴۹۶)

"حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان المبارک میں بیس رکعت نماز تراویح پڑھا کرتے تھے"۔

بیہقی میں اسی مقام پر عہد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے۔

۳۔ عن يحيى بن سعيد ان عمر بن الخطاب امر رجلا يصلي بهم عشرين ركعه۔ (مصنف ابن ابی شیبہ '۲'/ ۳۹۳' ادارہ القرآن کراچی)

"حضرت یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح

پڑھائے"۔

۰۴ عن ابی عبد الرحمن سلمی عن علی قال دعا القراء فی رمضان فامر منهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعه و کان علی یوتر بهم۔ (بیہقی' ۲/ ۴۹۶)

"حضرت ابو عبد الرحمن سلمی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے رمضان شریف میں قرا کو بلایا پس ان میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

۰۵ عن ابی الحسناء ان علیا امر رجلا یصلی بهم فی رمضان عشرین رکعه (مصنف ابن ابی شیبہ' ۲/ ۳۹۳)

"حضرت ابو الحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائے"۔

مسلمانو! یہ دلائل آپ کے سامنے ہیں جو نہایت اختصار سے پیش کیے گئے۔ کیا آج کا کوئی شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنت کا بڑا محافظ ہو سکتا ہے؟ کیا حضرت عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر آج کوئی راہ سنت سے زیادہ واقف ہو سکتا ہے؟ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہ نسبت آج کوئی سنت کو زیادہ قریبی ذرائع سے حاصل کر سکتا ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں۔ اور پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعت پر جمع کیا تو کسی ایک صحابی نے بھی آپ سے اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے ۲۰ رکعت پر اتفاق کیا۔ کیا تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے محبوب نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر کسی دوسرے طریقے کو اختیار کر سکتے تھے؟ نہیں ہرگز ایسا نہیں۔ تو پھر ثابت ہوا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کے نزدیک بیس رکعت نماز تراویح ہی نبی اکرم ﷺ کی سنت تھی ورنہ کوئی تو کہتا کہ آٹھ رکعت ہونی چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعامل اور اجماع سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی مرفوع حدیث جو شروع میں بیان کی گئی' کا مضمون بھی مزید تقویت یافتہ ہوا۔

۲۰ رکعت تراویح دوہری سنت ہے

یہ سید عالم' نور مجسم ﷺ کی بھی سنت ہے اور خلفاء راشدین کی بھی۔ جیسا کہ دلائل میں گزر چکا ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے فرمان سے ہم پر خلفاء راشدین کی سنت بھی لازم ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

علیکم بسنتی و سنه الخلفاء الراشدین المهدیین و عضو علیها بالنواجذ۔ (ترمذی' ۲۶۷۶' مطبوعہ مصطفیٰ حلبی' السنن الکبریٰ للبیہقی' ۱۰/ ۱۱۴' المعجم الکبیر للطبرانی' ۱۸/ ۲۴۶-۲۴۷' ۲۴۸' طبع عراق' تلخیص الحبیر' ۴/ ۱۹۰' مطبوعہ المکتبہ الاثریہ' سانگلہ ہل' التمہید ۸/ ۶۶' المکتبہ القدوسیہ' لاہور)

"تم پر میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے جو کہ ہدایت یافتہ ہیں اور اسے اپنی داڑھوں کے نیچے خوب دباؤ یعنی مضبوطی سے پکڑے رکھو"۔

جس ہیئت میں اب نماز تراویح روزانہ باجماعت پورے رمضان المبارک میں رائج ہے' یہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہی ثابت ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے تو صرف تین دن جماعت کرائی تھی اور خلفاء راشدین تو بیس رکعت تراویح ہی پڑھتے پڑھاتے رہے ہیں اور ہمیں کو ہی اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ

ﷺ کی سنت سمجھتے تھے۔ لہٰذا ہمارے لیے بھی بیس پڑھنا ضروری ہے۔

ایک نہایت کمزور استدلال

آٹھ رکعت کے قائلین کا سارا مدار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ان الفاظ پر ہے:

ماکان رسول اللہ ﷺ یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرہ رکعہ

"کہ نبی اکرم ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ سے زائد نہیں کرتے تھے"۔

یہاں سے وہ آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ استدلال تو تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے بلکہ اس کی یہاں کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہاں ایسی نماز کا ذکر فرما رہی ہیں جو رمضان شریف میں بھی پڑھی جاتی ہے اور غیر رمضان میں بھی۔ اور تراویح تو صرف رمضان ہی میں پڑھی جاتی ہے۔

چنانچہ یہاں تراویح کا تو سرے سے ذکر ہی نہیں۔ بلکہ تہجد کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعت تہجد پڑھتے تھے اور تین وتر۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسے باب قیام النبی ﷺ فی رمضان وغیرہ (۱/ ۱۵۴ مطبع ھاشمی میرٹھ) میں بھی ذکر کیا ہے کہ یہاں سے وہ نماز مراد ہے جو رمضان اور اس کے علاوہ بھی آپ ﷺ پڑھتے تھے۔ ویسے بھی یہ بات قابل غور ہے کہ تہجد والی یہ روایات تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے علم میں تھیں۔ اگر ان میں نماز تراویح کا ذکر ہوتا تو وہ ضرور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یا بعد میں کسی خلیفہ راشد کے سامنے بیس رکعت کے مقابلے میں یہ پیش کرتے مگر ہرگز ایسا

کبھی نہیں ہوا۔

بھائیو بات یہ ہے کہ!

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم تابعین تبع ائمہ مجتہدین اور شرق و غرب میں مسلمان ہمیشہ بیس رکعت نماز تراویح ہی پڑھتے رہے ہیں۔ دیکھئے:

عن عطا قال ادرکت الناس وھم یصلون ثلاثہ و عشرین رکعہ بالوتر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۳۹۳)

"حضرت عطا (تابعی) سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح اور تین وتر ہی پڑھتے پایا ہے"۔

حرمین شریفین میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے لے کر آج تک ۲۰ رکعت ہی پڑھی جاتی ہیں۔ دیگر تمام بلاد اسلامیہ میں بھی یہی معمول رہا ہے۔ ابن تیمیہ نے بھی اسے علماء کی اکثریت کا مذہب قرار دیا ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۳/ ۱۱۲ طبع جدید)

مدینہ منورہ کی عدالت عالیہ کے جج اور مسجد نبوی شریف کے مدرس عطیہ محمد سالم نے مسجد نبوی شریف میں نماز تراویح کے مختلف ادوار و عہود اور دیگر تفصیلات پر ایک کتاب ترتیب دی جس کا نام ہے:

التراویح اکثر من الف عام فی مسجد النبوی ﷺ

"مسجد نبوی شریف میں ایک ہزار سال سے زائد عرصہ کے دوران تراویح"۔

اس میں کسی ایک رمضان شریف میں بھی آٹھ کا ذکر نہیں ملتا۔

ابھی چند سال پہلے ریاض دارالافتاء سعودی عرب کے ریسرچ سکالر شیخ اسماعیل بن

محمد انصاری نے بیس رکعت تراویح کی حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لیے البانی کے رد میں تصحیح حدیث صلاۃ التراویح عشرین رکعۃ و الرد علی الالبانی فی تضعیفہ" لکھی ہے۔

آٹھ رکعت تراویح کی کل عمر ۱۲۹ برس ہے

۱۲۹۰ھ تک پوری امت مسلمہ میں سے رمضان شریف میں روزانہ باجماعت ۸ رکعت نماز تراویح کسی فرد واحد کا بھی مذہب نہیں تھا۔ کیونکہ جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے پہلی بار آٹھ رکعت نماز تراویح کا فتویٰ دیا تو یہ ایک ایسی بے بنیاد نئی بات تھی کہ احناف تو احناف رہے' غیر مقلد بھی اسے ہضم نہ کر سکے۔ چنانچہ قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے ایک غیر مقلد عالم دین نے جو غیر مقلدین کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی کا شاگرد تھا' آٹھ رکعت کے رد میں اور بیس رکعت کے ثبوت میں قلم اٹھایا اور فارسی زبان' جو اس وقت عام سمجھی جاتی تھی' میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام رسالہ تراویح رکھا۔ یہ رسالہ ۱۲۹۰ھ میں تحریر ہوا جیسا کہ اس کے پہلے صفحہ میں "در این اوان' ۱۲۹۰ ہجرت والی عبارت سے واضح ہے اور ۱۲۹۱ھ میں مطبع محمدی لاہور نے اسے شائع کیا۔ مولوی غلام رسول کی تحریر سے ثابت ہے کہ آٹھ رکعت تراویح کا آغاز ۱۲۹۰ھ میں ہوا۔

اس رسالہ میں مولوی غلام رسول نے محمد حسین بٹالوی کی خوب خبر لی اور جمہور امت کے موقف کے خلاف ایک نظریے کو جنم دینے پر اس کو غالی قرار دیا۔ کیونکہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے فتویٰ میں جو اس نے آٹھ تراویح کے اثبات میں لکھا تھا' کہا تھا کہ بیس رکعت بدعت اور خلاف سنت ہیں۔ ایسی ناقابل برداشت جسارت پر مولوی غلام رسول نے لکھا:

فعل صحابہ و تابعین و ائمہ اربعہ و فعل

سواد اعظم مسلمین شرقا غربا از عہد فاروق تا این وقت ہمہ بیست (۲۰)' میخوانند بخلاف این مفتی غالی کہ بدعت و مخالف سنت میگوید و راہ افراطمی پوید

"صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم تابعین ائمہ اربعہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر آج تک مشرق و مغرب میں مسلمانوں کے سواد اعظم (جمہور) کا یہ عمل ہے کہ تیئس رکعتیں (وتروں سمیت) ہی پڑھتے رہے ہیں۔ بخلاف اس غالی مفتی (محمد حسین بٹالوی) کے کہ وہ اس کو بدعت اور مخالف سنت کہتا ہے اور افراط کے راستے پر دوڑتا ہے"۔

وہ بات جس کے اعلان اول پر غیر مقلد عالم دین بھی چیخ اٹھا' نہ جانے کن وجوہات کی بنا پر آہستہ آہستہ وہ غیر مقلدین میں سرایت کر گئی اور آج ۱۲۹ سال بعد ان کے مذہب کا طرہ امتیاز ٹھہری۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے ۱۲۹۰ھ میں ۸ رکعت کے اثبات میں جو رسالہ لکھا تھا' اس میں اس نے موطا امام مالک کی ۲۰ رکعت نماز تراویح والی حدیث کی سند پر اعتراض کیا۔ مولوی غلام رسول نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا

ولی اللہ دہلوی در حجۃ اللہ البالغہ میفرمائید باتفاق اہل حدیث جمیع احادیث موطا صحیح است منقطع و مرسل در موطا نیست۔ فالطبقہ الاولی منحصرہ بالاستقراء فی ثلاثہ کتب الموطا و صحیح البخاری و صحیح مسلم قال الشافعی اصح الکتب بعد کتاب اللہ موطا مالک واتفق اہل الحدیث علی ان

جمیع ما فیہ صحیح علی رای مالک ومن وافقہ واما علی رای غیرہ فلیس فیہ مرسل ولا منقطع الاقد اتصل السند بہ من طرق آخری فلاجرم انہا صحیحہ من ھذا لوجہ و قد صنف فی زمان مالک موطات کثیرہ فی تخریج احادیثہ و وصل منقطعہ مثل کتاب ابن ابی ذئب و ابن عینیہ و الثوری و معمر و الثوری و معمر وغیرھم ممن یشارک مالکا فی الشیوخ انتھی عبارہ الحجہ عزیز انصاف مفتی را باید دید کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی می نویسد کہ باتفاق اہل حدیث موطا صحیح است ومنقطع ومرسل در ونیست۔

(رسالہ التراویح، ص ۴۱ تا ۴۳، ناشر انجمن اسلامیہ گکھڑ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ تمام اہل حدیث کے اتفاق سے موطا کی ساری احادیث صحیح ہیں۔ موطا امام مالک میں کوئی حدیث بھی منقطع یا مرسل نہیں ہے۔ پس غور و خوض کے بعد پہلا طبقہ تین کتابوں میں منحصر ہے۔

موطا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد سب کتابوں میں سے صحیح ترین کتاب موطا امام مالک ہے اور اہل حدیث نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ موطا میں جو کچھ ہے وہ حضرت امام مالک اور ان سے اتفاق کرنے والے حضرات کی رائے کے مطابق صحیح ہے۔

ان کے علاوہ جو لوگ ہیں ان کے نزدیک بھی موطا میں کوئی ایسی مرسل اور منقطع روایت نہیں ہے جس کا دوسرے طریقوں سے اتصال ثابت نہ ہو چکا ہو۔ چنانچہ اس لحاظ سے بھی یقیناً موطا کی تمام روایات صحیح ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں بہت سی کتابیں موطا کے نام پر تصنیف کی گئیں جن میں موطا کی احادیث کی تخریج کی گئی اور اس کی منقطع روایات کی متصل سندیں بیان کی گئیں۔ جیسے ابن ابی ذئب سفیان بن عیینہ سفیان ثوری اور معمر رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی کتابیں ہیں۔ یہ سارے حضرات امام مالک کے ساتھ اساتذہ میں شریک ہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ کی عبارت ختم ہو گئی۔

عزیزم بنظر انصاف مفتی (احمد حسین بٹالوی) کو دیکھو کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب تو لکھتے ہیں کہ اہل حدیث کے اتفاق سے موطا صحیح ہے اور اس میں کوئی منقطع اور مرسل نہیں ہے۔

اگرچہ کئی طرق سے سند پر بحث کی جا سکتی ہے لیکن بندہ نے انہیں کے ایک عالم دین سے انہیں کہلوانا مناسب سمجھا ہے۔

بندہ ناچیز احقاق حق کے لیے یہ مختصری تحریر نذر ناظرین کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقے اسے امت کے سواد اعظم کے لیے مفید بنائے اور راہ اختلاف پہ چلنے والوں کو ٹھنڈے دل سے ان دلائل پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

۵ شعبان ۱۴۱۹ھ، ۲۵ نومبر ۱۹۹۸ء

قابلِ توجہ

دورِ حاضر میں الحاد و لادینیت کی تند و تیز آندھیوں سے اعتقاد و یقین کے آئینے گرد آلود ہو رہے ہیں باطل قوتوں نے امت مسلمہ کو صحیح اسلامی عقائد سے بھٹکانے کا تہیہ کر رکھا ہے اسلام کے دور اول سے آج تک جو جمہور مسلمانوں کی فکری اور عملی راہیں تھیں ان سے کاروان اسلام کو ہٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے مسلم نوجوانوں کے زاویہ سوچ کو ٹیڑھا کرنے اور محراب فکر کو کج سمت کرنے کے لئے سازشوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ کاروان حق ہر طرف سے حملوں کی زد میں ہے ان حملوں میں سے وہ حملے نہایت خطرناک ہیں جو نوک قلم سے کیے جا رہے ہیں امت مسلمہ کو ایسے حملوں سے بچانے کے لئے صحیح اسلامی لٹریچر کی نشر و اشاعت از حد ضروری ہے۔

"ادارہ صراط مستقیم پاکستان" نے اس سلسلے میں ایک موثر کردار ادا کرنے کا فیصلہ کیا ہے لہٰذا اصحاب ثروت سے اپیل ہے کہ وہ ادارہ کی طرف بھرپور تعاون کا ہاتھ بڑھائیں تاکہ اس قلمی و علمی جہاد میں آپ بھی شریک ہو سکیں اور ادارہ اپنے عظیم مقصد کے حصول میں کامیاب ہو سکے۔